یاد رفتگاں

تحریر، مولانا محمد اورنگ زیب اعوان ۔ ہری پور

مولانا قاری محمد بشیر مرحوم

مولانا قاری محمد بشیر ۱۹۵۸ء کو ریاست امب کے علاقہ گل دیوی میں قاضی ریاست امب اور شیخ الحدیث مولانا قاضی عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں ہی حاصل کی۔ بعد ازاں مولانا قاری ولی الرحمٰن کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور ان کی شاگردی میں قرآن مجید حفظ کیا۔ حفظ قرآن مجید کے بعد راولپنڈی کی معروف دینی درسگاہ انوار العلوم میں مولانا قاری محمد تقی مدظلہ سے قراءت پڑھی۔ قراءت سے فراغت کے بعد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے داخلہ لیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ۱۷ سال کی عمر میں دورہ حدیث شریف کر کے سند فراغت حاصل کی۔ مدرسہ نصرۃ العلوم میں ان کا شمار شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم اور حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی مدظلہ کے سعادت مند شاگردوں میں ہوتا تھا۔

جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ ہری پور میں ان دنوں شیر سرحد حضرت مولانا فضل رازق مرحوم خطیب تھے۔ پورے صوبہ سرحد میں ان کی خطابت کا طوطی بولتا تھا۔ تحریک ختم نبوت ۷۴ء اور تحریک نظام مصطفٰیؐ ۷۷ء میں انتہائی بے باکی اور دلیری سے قائدانہ کردار انہوں نے ادا کیا تھا۔ ان کی خطابت، خلوص اور للہیت کا یہ حال تھا کہ جمعۃ المبارک کے دن ان کے خطاب سے پہلے ہی جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگ دامنی کا گلہ کر رہی ہوتی تھی اور کہیں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔ ۸۳ء میں ان کا انتقال ہوا تو ان کی جگہ ان کے چھوٹے بھائی مولانا قاری محمد بشیر کو ان کا جانشین نامزد کیا گیا۔ قاری محمد بشیر نے اپنے بڑے بھائی مولانا فضل رازق مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیشہ حق و صداقت کی آواز کو بلند کیا اور جابر حکمرانوں کی ہمیشہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کلمہ حق بلند کیا۔ ان کی اسی جرات و بہادری کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں ہری پور کے علماء کرام میں اپنا ایک منفرد مقام حاصل کر لیا اور عوام کے محبوب قائدین بن کر ابھرے اور پھر جلد ہی شہرت کی بلندیوں پر جا پہنچے اور صرف ہزارہ ڈویژن ہی نہیں صوبہ سرحد کے ممتاز علماء کرام اور خطباء عظام کی فہرست میں ان کا شمار ہونے لگا۔ ۱۹۸۴ء کی ملک گیر تحریک ختم نبوت میں نمایاں قائدانہ کردار ادا کیا اور اتفاق رائے سے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے جنرل سیکرٹری نامزد ہوئے۔ جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ ان دنوں تحریک کا مرکز اور گڑھ تھی۔ ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد اور احتجاجی مظاہروں کا آغاز اسی مرکز سے ہوتا تھا اور ہر معاملہ میں قیادت ان ہی کے حصہ میں آتی تھی۔ ۸۶ء میں جب شبان تحفظ ختم نبوت کے نام سے ہری پور کے نوجوانوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے منظم انداز سے کام کا آغاز کیا، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم نے انہیں شبان تحفظ ختم نبوت کا سرپرست اعلیٰ مقرر کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کے رفقاء کار مولانا قاضی گل رحمٰن، مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا عبد الدیان، مولانا مطیع الرحمٰن قاسمی، قاری عمر خان فاروقی، محمد اورنگ زیب اعوان اور دیگر مخلص احباب نے اس انداز میں کام کیا کہ ٹی اینڈ ٹی کالونی، کھلابٹ ٹاؤن شپ اور گرد و نواح کے قصبات میں شبان تحفظ ختم نبوت کی ذیلی شاخیں قائم ہوئیں۔ ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد ہوا۔ رد قادیانیت پر تربیتی کورسز منعقد ہوئے۔ ختم نبوت کا بول بالا ہوا اور قادیانیت کا منہ کالا ہوا۔

سپاہ صحابہؓ کے قیام کے بعد عظمت صحابہ کرامؓ کے تحفظ اور دشمنان صحابہ کرامؓ کے تعاقب کے سلسلہ میں گراں قدر سنہری خدمات سرانجام دیں۔ امیر عزیمت حضرت مولانا حق نواز شہید، مورخ اسلام مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ اور علامہ محمد شعیب ندیم شہید سے ان کے مثالی گہرے تعلقات تھے اور قائدین سپاہ صحابہؓ کو ان پر حد درجہ اعتماد تھا اور تھوڑے عرصہ بعد انہیں سپاہ صحابہ صوبہ سرحد کا سرپرست اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔

ابھی مولانا قاری محمد بشیر نے زندگی کی چالیس بہاریں ہی گزاری تھیں کہ گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ پورا ایک سال بیماری کی نذر ہوگیا۔ الشفاء ہسپتال اسلام آباد، کڈنی سینٹر راولپنڈی میں زیر علاج رہے۔ کچھ افاقہ ہوا تو پھر وہی تنظیمی اصلاحی و تبلیغی پروگراموں کی مصروفیت۔ شفایاب ہوتے ہی سب سے پہلے شیرانوالہ گیٹ چوک میں محسن انسانیت ﷺ کانفرنس کا انعقاد کر لیا اور اس میں مولانا سید عبد المجید ندیم شاہ صاحب کا خطاب کرایا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد ستمبر ۹۸ء میں شبان تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام شیرانوالہ گیٹ چوک میں ہی ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تو اس کی تیاری کے لیے بھی بھرپور تگ و دو فرمائی۔ انتظامیہ کی تمام تر

پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود جان جوکھوں میں ڈال کر جرات و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کانفرنس کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرایا۔ اس کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم نے فرمائی جبکہ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، تحریک مدح صحابہؓ کے قائد علامہ عطاء اللہ بندیالوی اور سپاہ صحابہؓ کے مولانا مسعود الرحمٰن عثمانی نے خطاب کیا تھا۔

جاں گسل مصروفیات اور اسفار کے باعث دوبارہ پھر بیماری نے آلیا۔ کڈنی سینٹر میں داخل کرایا گیا۔ بھرپور علاج ہوا۔ قابل فخر بھائیوں خصوصاً قاضی عبد السمیع ایڈووکیٹ نے اپنے عظیم بھائی کے علاج پر لاکھوں روپے صرف کیے۔ لاکھوں افراد نے اپنے عظیم قائد کی شفایابی کے لیے رو رو کر دعائیں کیں۔ حرم کعبہ اور مسجد نبویؐ میں خصوصی دعائیں کی گئیں مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اور بالآخر مولانا قاری محمد بشیر زندگی کی بازی ہار گئے اور موت جیت گئی۔

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

۱۳ فروری بروز ہفتہ دن اڑھائی بجے کڈنی سینٹر راولپنڈی میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جان، جان آفرین کے سپرد کر دی اور اگلے روز دن ۱۰ بجے جب جنازہ اٹھا تو ہر آنکھ اشکبار تھی اور درد والم اوز رنج وغم کے المناک مناظر اس سے پہلے کم ہی دیکھنے میں آئے۔ ہزارہ ڈویژن کے علماء کرام اور دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین و کارکن فخر ہزارہ مولانا قاری محمد بشیر کے جنازہ کو کندھا دینے کے لیے اکٹھے تھے۔

لاش کاندھوں پہ میری ساتھ ہجوم یاراں
آخری بار میرا گھر سے نکلنا دیکھو

ایلیمنٹری کالج کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں بلاشبہ لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ ہری پور ہی نہیں ہزارہ ڈویژن کی تاریخ اس عظیم جنازہ کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے اس گراؤنڈ میں جب جنازہ پہنچا تو تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ مولانا مرحوم کے چچا ممتاز عالم دین اور ولی کامل حضرت مولانا عبد الرحمٰن نے ان کا جنازہ پڑھایا اور برستی آنکھوں اور دھڑکتے دلوں کے ساتھ مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

حکومت پنجاب سے خصوصی اپیل

ملک کے ممتاز ادارہ جامعہ رحمانیہ جہانیاں ضلع خانیوال کے مہتمم مولانا سید وجیہ الرحمٰن صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی حافظ سعود الرحمان کو ایک ناکردہ قصور میں پھنسا کر پنجاب پولیس نے عرصہ آٹھ ماہ سے پابند سلاسل کر رکھا ہے۔ مولانا ایک عظیم ادارہ کے مہتمم ہونے کے ساتھ ساتھ شہر کی مرکزی جامع مسجد میں محکمہ اوقاف کی طرف سے سرکاری خطیب بھی ہیں اور ضلع خانیوال میں امن و امان کے حوالہ سے ان کی کارکردگی بھی نمایاں ہے۔ ضلعی و ڈویژنل انتظامیہ نے بارہا مرتبہ امن کمیٹیوں میں مولانا کو امن و امان برقرار رکھنے پر اسناد بھی دی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دہشت گردی کے ایک جھوٹے مقدمہ میں ملوث کر کے ان کی گرفتاری پر اہل علاقہ سخت تشویش میں ہیں۔ لہٰذا ارباب حل وعقد سے گزارش ہے کہ فوری طور پر انہیں رہا کیا جائے اور ان کے مقدمہ کی کسی غیر جانبدار عدالتی کمیشن سے تحقیقات کروائی جائے۔

منجانب: انجمن رحمانیہ جہانیاں و اہالیان جہانیاں

شیر کی چند خصوصیات

مرسلہ محمد زبیر جمیل باغبان پورہ لاہور

شیر بہت سی ایسی صفات رکھتا ہے جو دیگر جانوروں میں نہیں پائی جاتیں۔ یہاں اس کی بعض چند خصوصیات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ شیر بھوک کی حالت میں صبر کرتا ہے۔ ۲۔ پانی کی حاجت بہت کم محسوس کرتا ہے۔ ۳۔ دوسرے کسی جانور کا شکار کیا ہوا (جھوٹا) نہیں کھاتا۔ ۴۔ شکار کر کے کھاتے کھاتے اگر اس کا پیٹ بھر گیا تو بقیہ وہیں چھوڑ دیتا ہے۔ پھر دوبارہ اس پر نہیں آتا۔ ۵۔ شیر کتے کا جھوٹا پانی کبھی نہیں پیتا۔ ۶۔ شیر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ شکار کو بغیر چبائے ہوئے اگلے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھاتا ہے۔ ۷۔ اس کے منہ میں لعاب بہت کم آتا ہے۔ ۸۔ اسی وجہ سے اس کا منہ گندا رہتا ہے۔

شیر نہایت بہادر و دلیر ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ بزدلی بھی پائی جاتی ہے وہ اس طرح کہ

۱۔ شیر مرغ کی آواز سے گھبرا اٹھتا ہے۔ ۲۔ بلی کی خوفناک آواز سے بھی ڈر جاتا ہے۔ ۳۔ آگ کے دیکھنے سے حیران ہو جاتا ہے۔ نیز شیر اکثر بخار میں مبتلا رہتا ہے اور طویل عمر والا ہوتا ہے۔ بڑھاپے کی علامت اس کی یہ ہے کہ اس کے دانت گرنے لگتے ہیں۔ (بحوالہ حیاۃ الحیوان ج ۲ ص ۴۴، ۴۵).